Regd No. L. 5254

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ

عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ

الفضل

ربوہ

فی پرچہ ۱ آنہ

یوم سہ شنبہ — ۷ جمادی الثانی سنہ ۱۳۷۴ھ

جلد ۴۴/۹ ★ یکم تبلیغ ۱۳۳۴ ہش یکم فروری سنہ ۱۹۵۵ء ★ نمبر ۲۷

— اخبار احمدیہ —

ربوہ ۳۱ جنوری۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صحت کے متعلق دریافت کرنے پر فرمایا۔

"صحت اچھی ہے" (الحمد للہ)

مورخہ ۲۸ جنوری ۱۹۵۵ء کو حضرت مولانا عبد الرحیم صاحب نیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تابوت گوجرانوالہ سے ربوہ لایا گیا۔ جہاں آپ نے ۱۹۴۸ء میں وفات پائی تھی۔ اور آپ کو امانتاً سپرد خاک کیا گیا تھا۔ مورخہ ۲۹ جنوری ۱۹۵۵ء کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز ظہر کے بعد نماز جنازہ پڑھائی۔ اور تابوت کو موصیوں کے قبرستان کے قطعہ خاص میں دفن کیا گیا۔

روس جاپان کے ساتھ تجارتی اور سفارتی تعلقات قائم کرنا چاہتا ہے

گفت و شنید سے قبل جنگ کی حالت کے خاتمے کا اعلان کیا جائے (جاپانی وزیر اعظم)

لنڈن ۳۱ جنوری۔ روسی حکومت نے جاپان کو پیشکش کی ہے کہ وہ روس اور جاپان کے درمیان سفارتی اور تجارتی تعلقات قائم کرنے کے لئے تیار ہے۔ یہ اعلان ماسکو ریڈیو سے کیا گیا۔ ریڈیو نے بتایا کہ ٹوکیو میں روسی نمائندے نے روسی حکومت کا یہ پیغام جاپانی وزیر اعظم کو بھیجا دیا ہے۔ جاپان کے وزیر خارجہ نے ٹوکیو میں اخباری نمائندوں کو بتایا کہ جاپان روس کے ساتھ سفارتی اور تجارتی تعلقات قائم کرنے کا خواہشمند ہے۔ لیکن اس سے پہلے جاپان اور روس کے درمیان حالت جنگ کے خاتمے کا اعلان ضروری ہے۔

جاپان کے وزیر اعظم نے کہا کہ وہ روس سے کہیں گے۔ کہ وہ ہابموئی اور سکوتن کے جزیرے جاپان کو واپس کر دے۔ اور روس میں مقید جاپانیوں کو رہا کر دے۔ تاکہ روس اور جاپان کے درمیان حالت جنگ ختم کی جائے۔

روس نے کہا ہے کہ وہ روس اور جاپان کے درمیان پُر امن تعلقات بحال کرنے کے لئے تمام ممکن اقدامات کرنے کے لئے تیار ہے روسی حکومت نے کہا ہے۔ کہ اس مقصد کے لئے مذاکرات ٹوکیو یا ماسکو میں ہو سکتے ہیں۔ اور روسی حکومت اپنے نمائندے ٹوکیو یا ماسکو بھیجنے کے لئے تیار ہے۔ اور اس مسئلے پر جاپانی حکومت کی رائے سے آگاہ ہونا چاہتی ہے۔

بلوچستان میں غلہ کے گودام

کوئٹہ ۳۱ جنوری۔ معلوم ہوا ہے کہ یہاں ۵ لاکھ ۹۱ ہزار روپیہ کی لاگت سے ۲۶ بلاکوں پر مشتمل غلہ کے گودام بنائے گئے ہیں۔ ان میں دس ہزار ٹن غلہ رکھا جا سکے گا۔ اور زلزلہ کا کوئی اثر نہ ہوگا۔ ان کی تعمیر مرکزی حکومت کے غلہ کی حفاظت کے منصوبہ کے تحت گزشتہ سال شروع کی گئی تھی۔

ساتویں امریکی سمندری بیڑے کے پاس ایٹمی ہتھیار موجود ہیں

چینی اخبار کا دعویٰ

نیویارک ۳۱ جنوری۔ اقوام متحدہ کے حلقوں کا خیال ہے کہ اگر چینیوں نے اقوام متحدہ کی فارموسا کے علاقے میں جنگ بند کرانے کی دعوت قبول کر لی۔ تو امریکی نظر بندوں کی رہائی کی نئی کوشش کی جائے گی۔ کیونکہ اعلیٰ چینی حکام کی نیویارک میں موجودگی سے سیکرٹری جنرل مسٹر ہیمرشلڈ کو موقعہ ملے گا کہ وہ جس مقصد کے لئے پیکنگ گئے تھے۔ اس کے متعلق اعلیٰ چینی حکام سے بات چیت کر سکیں

چین کے اخبار پیپلز ڈیلی نے کہا ہے۔ کہ اگر اقوام متحدہ کی طرف سے چین کو فارموسائی جنگ بند کرنے کے متعلق مذاکرات کرنے کی دعوت دی گئی تو چین اسے مسترد کر دے گا۔

چین صرف چینی امور میں امریکہ کی مداخلت کے مسئلے پر مذاکرات کرنے کے لئے تیار ہے۔ اور آئزن ہاور نے فارموسا اور دوسرے کومنتانگی جزائر کی حفاظت کے لئے فوج استعمال کرنے کے لئے جو پیغام کانگریس کو دیا ہے۔ چینی اخبار نے اسے سوفی صدی پیغام جنگ قرار دیا ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ کومنتانگ کی فوجوں کی مدد سے چین اور امریکہ میں جنگ چھیڑ دی جائے۔ چینی اخبار نے لکھا ہے کہ اگر امریکہ نے چینی امور میں مداخلت کی تو چین اس کا جواب دے گا۔ اور چینی امریکہ کے خلاف وہی ہتھیار استعمال کریں گے۔ جو امریکی ان کے خلاف استعمال کریں گے۔ چینی اخبار نے دعوےٰ کیا ہے کہ ساتویں امریکی سمندری بیڑے کے پاس ایٹمی ہتھیار موجود ہیں۔

برطانوی حکام نے کہا ہے کہ اب اگر فارموسا میں امریکی دستوں کو کسی بڑی جھڑپ میں الجھانے سے شدید قسم کے ردِ عمل کا اندیشہ ہے۔ پیکنگ اور ماسکو میں برطانوی سفیروں نے چینی اور روسی حکام کو اس خطرے سے آگاہ کر دیا تھا کہ اب فارموسا کے علاقے میں صورت حال کو ابتر بنانے کی ذمہ واری عوامی چین پر ہوگی۔

مغربی پاکستان میں دق کے سینی ٹوریم

کوئٹہ ۳۱ جنوری۔ مغربی پاکستان میں دق کے کلینکوں کا ایک جال بچھانے اور سردار بہادر خاں سینی ٹوریم کے مریضوں کے متعلقین کو گزر اوقات کی دشواریوں پر قابو پانے میں مدد کرنے کا ایک منصوبہ بنایا جا رہا ہے۔ اس منصوبے کا مقصد این ڈبلیو آر کے ۹۳ ہزار ملازمین سے رضاکارانہ طور پر چندہ جمع کرنا ہے۔ اتنی ہی رقم ریلوے بجٹ میں رکھی جائے گی۔ توقع ہے کہ اس منصوبہ کو آئندہ ماہ مکمل کر دیا جائے گا۔ جب لاہور میں این ڈبلیو آر کے پانچوں ڈویژنل سپرنٹنڈنٹوں کی کانفرنس منعقد ہوگی۔

مصر اور پاکستان ثقافت اور مذہب کے لحاظ سے ایک ہیں

لنڈن ۳۱ جنوری۔ پاکستان کے نئے مصر کے نامزد سفیر مسٹر عبد الحمید نے لنڈن سے روانگی سے قبل بتایا کہ مجھے پاکستان میں اپنے تقرر پر بہت ہی مسرت ہوئی ہے۔ مجھے ابھی سے یقین ہے کہ میں اس عظیم ملک میں قطعاً اجنبیت محسوس نہیں کروں گا۔ جس کے بہت زیادہ قریبی تعلقات میرے ملک سے ہیں۔

ہمارے یکساں حالات اور مشرق قریب و وسطیٰ کی ترقی اور قیام امن کے لئے ہماری امنگوں میں یکسانیت ہونے کے باعث مجھے اپنے مشن پر روانگی کا بڑے شوق سے انتظار ہے۔

لنڈن میں مسٹر محمد علی کی مصروفیات

لنڈن ۳۱ جنوری۔ پاکستان کے وزیر اعظم مسٹر محمد علی نے برطانیہ کے وزیر اعظم کی سرکاری رہائش گاہ پر اُن سے ملاقات کی۔ ایک پاکستانی ترجمان کا کہنا ہے کہ وزیر اعظم ملکہ الزبتھ کی طرف سے دی جانے والی ایک دعوت میں بھی شرکت کریں گے اس کے علاوہ برطانیہ کے وزیر اعظم وزیر اعظم پاکستان کے اعزاز میں دعوت دیں گے۔ برطانیہ میں مقیم نئے ہائی کمشنر مسٹر محمد اکرام اللہ بھی مسٹر محمد علی کے اعزاز میں دعوت دیں گے۔

گاندھی جی کی ساتویں برسی

کراچی ۳۰ جنوری۔ کل ہندوستان میں گاندھی جی کی ساتویں برسی منائی گئی۔ کراچی میں ہندوستانی ہائی کمشنر ڈاکٹر موہن سنہا مہتہ کی رہائش گاہ پر ایک عام جلسہ ہوا جس میں ان کو خراج عقیدت پیش کیا گیا۔

وزیر خوراک کا دورہ مشرقی بنگال

ڈھاکہ ۳۱ جنوری۔ پاکستان کے وزیر خوراک کرنل عابد حسین ڈھاکہ پہنچ گئے ہیں۔ مشرقی بنگال کے چیف سکرٹری نے ان سے ملاقات کی۔ وزیر خوراک مشرقی بنگال کی صورت حال کا جائزہ لینے کے لئے مختصر دورہ پر گئے ہیں۔ وہ یکم فروری ۱۹۵۵ء کو واپس کراچی پہنچ جائیں گے۔

ایڈیٹر۔ روشن دین تنویر

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس میں طبع کرا کر دفتر الفضل ربوہ سے شائع کیا۔

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ یکم فروری ۱۹۵۵ء

خالص مادہ پرستی کا انجام

عملی سائنس کی بےپناہ ترقی نے نہ صرف فلسفۂ حیات پر اثر ڈالا ہے۔ بلکہ اخلاقی اقدار کو بھی تباہ کر کے رکھ دیا ہے۔ اور مذہب سے نہ صرف تعلیم یافتہ لوگ ہی نفور نظر آتے ہیں۔ بلکہ اب عوام تک بد دل ہوتے جاتے ہیں۔ تمدنی معاشرتی۔ ثقافتی۔ معاشی اور سیاسی الغرض تمام امور زندگی کو تمام تر مادی قدروں کے نقطۂ نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ اور اسی نقطۂ نظر کو حقائق پر مبنی اور سائنٹیفک سمجھا جاتا ہے۔ اخلاقی یا مذہبی اصولوں کی پابندی کو دقیانوسی۔ غیر حقیقی۔ بزدلانہ یا افسانوی کمزوری خیال کیا جاتا ہے۔

جو سیاسی چالیں آجکل دنیا کی بڑی بڑی اقوام کے درمیان چل رہی ہیں۔ اور جس طرح وہ اپنی جگہ بظاہر دنیا میں امن قائم کرنے کی دعویدار ہیں۔ ان کو دیکھا جائے تو آپ انہیں اخلاق۔ انسانیت۔ نیک خیال اور حق پسندی سے یکسر خالی پائیں گے۔ وہ مادی فوائد کو صرف اپنی طرف جھکانے کی جدوجہد میں مصروف ہیں۔ ایک دوسرے پر بد اعتمادی اس قدر بڑھ گئی ہے کہ دوسری قوم کی ہر بات کو اپنے خلاف سمجھا جاتا ہے۔ امریکہ ہو یا روس قطعاً ایک دوسرے پر بھروسہ نہیں کرتے اس کی مثالیں آپ کو ہر روز کے ان بیانات سے بکثرت مل سکتی ہیں۔ جو آئے دن اخبارات میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔ اس کی ایک تازہ مثال مسٹر ڈبلیو۔ این۔ ایوڈ کے ایک مضمون میں ملتی ہے جو درج ذیل کیا جاتا ہے:-

"حال ہی میں روس کے وزیر اعظم موسیو مالنکوف نے ایک اخباری نمائندہ ایڈورڈ ایرکاٹ کو نئے سال کے موقعہ پر ایک بیان دیتے ہوئے ان باتوں کو پھر دہرایا تھا۔ جو پچھلے سال موسیو مالوٹوف نے کہی تھیں انہوں نے اس مرتبہ جو کچھ بھی کہا ہے۔ اس سے ایک بات تو خیر یہ معلوم ہو جاتی ہے۔ کہ سال ختم ہونے پر بھی روسی پالیسی جوں کی توں ہے۔ الزام یہ تھا کہ بعض "امریکی حلقے" نئی جنگ کی تیاریوں میں لگے ہوئے ہیں۔ اس طرح گویا جرمن فوج کو دوبارہ تیار کیا جا رہا ہے۔ اسلحہ بندی کی رفتار تیز کی جا رہی ہے۔ نیز روس اور امن پسند طاقتوں کے اردگرد اڈوں کا ایک جال بچھا دیا گیا ہے۔ یہاں یہ بتانا غیر ضروری نہ ہوگا۔ کہ روس کے لیڈروں کی امریکی حلقوں سے مراد امریکی حکومت ہے۔ اس لئے کہ عام طور پر روس کسی ملک کی حکومت کے لئے یہ اصطلاح استعمال کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ بیان میں مغربی طاقتوں پر الزام لگایا ہے۔ کہ وہ لنڈن اور پیرس میں معاہدے کر کے جنگ کے خطرے کو بڑھا رہی ہیں۔ موسیو مالنکوف نے روسی مانگوں کو دہرایا ہے۔ اور کہا ہے صرف ان مانگوں کو پورا کرنے سے ہی عالمی کھچاؤ دور ہو سکتا ہے۔ اور یہ گذشتہ سال برلن کانفرنس میں بھی پیش کی گئی تھیں۔ اور روسی مطالبات یہ ہیں کہ مغربی جرمنی کو مسلح نہ کیا جائے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر جرمنی متحد ہو جائے تو وہاں صرف مشرقی جرمنی کی فوج ہو جسے "پولیس" کا نام دیا گیا ہے۔ یورپ سے برطانیہ اور امریکہ اپنی فوجیں نکالیں اور اٹلانٹک ادارہ کو ختم کر دیں۔ علاوہ ازیں مغربی طاقتوں کی اسلحہ بندی کے پروگرام التواء میں ڈال دیئے جائیں۔ اور مغربی یورپی یونین کا منصوبہ ترک کر دیا جائے۔

غرض روس کا مقصد یہ ہے کہ مغربی یورپ منقسم اور عملی طور پر تنہا رہے۔ اور برطانیہ اور امریکہ کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہ ہو۔ روس کی سب سے بڑی خواہش یہ ہے۔ کہ تمام یورپ اس کی اور اس کے تمام چھوٹے دل کی عظیم فوجی طاقت کے نیچے دبا رہے۔ روس چاہتا ہے کہ آخری دم تک پیرس کے معاہدوں کی توثیق کو اور مغربی یورپ کے اتحاد کو مکمل ہونے سے روکا جائے۔ لیکن جب مغربی یورپی یونین قائم ہو جائے گی۔ تو روسی یقینی طور پر حقیقت پسندی سے کام لیں گے۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ ان کی پالیسی میں فوری طور پر کوئی تبدیلی ہو جائے گی۔ نیز وہ فوراً جرمنی و آسٹریا کے مسائل کا کوئی معقول حل تلاش کرنے کی کوشش کریں گے۔ لیکن صورت حال بدل ضرور جائے گی۔ اور روسی لیڈر کو نئے سرے سے تمام صورت حال پر غور کرنا پڑیگا۔ کیونکہ انہیں اس وقت یہ امید تو نہ ہوگی۔ کہ وہ تمام مغربی یورپ کے اتحاد کو ایک حقیقت بننے سے روک سکیں گے۔"

(المصلح ۲۶ جنوری ۱۹۵۵ء)

آپ اس مضمون کو ایک دو بار غور سے پڑھیں۔ کہیں آپ کو خوش اعتقادی کا شمہ نظر نہیں آئے گا۔ تاریکی ہی تاریکی دکھائی دے گی۔ آجکل امریکہ اور روس دنیا کی دو سب سے بڑی طاقتیں ہیں۔ دونوں کا دعوے ہے کہ وہ دنیا میں امن کے قیام کی خواہاں ہیں۔ مگر ہر ایک کا خیال ہے۔ کہ ایک دوسرے کو تباہ کر کے ہی وہ امن قائم کر سکتے ہیں۔ ان دونوں کے خیال میں امن کوئی ایسی چیز ہے۔ جو دوسرے کی سمجھ میں نہیں آسکتی۔ امریکہ کے نزدیک روس امن کا دشمن ہے۔ اور روس کے نزدیک امریکہ۔

اصل بات یہ ہے کہ دونوں طاقتیں قطعاً امن نہیں چاہتیں۔ بلکہ صرف اپنے لئے مادی منافع چاہتی ہیں۔ دونوں چاہتی ہیں کہ دنیا کی تمام قدرتی پیداوار انہی کے تصرف میں آجائے جس کو چاہے کہیں سے حصہ دے۔ اور جس کو نہ چاہے نہ دے۔ دونوں میں سے کسی کو اخلاق انسانیت یا دیگر لطیف جذبات کا ذرا احساس نہیں دنیا ان کے نزدیک صرف مادیاتی جنگ زرگری ہے اور بس۔

مشکل یہ ہے کہ باقی تمام دنیا بھی ان ہی سے متاثر ہو رہی ہے۔ مشرقی ممالک ہوں یا مغربی سب کسی نہ کسی حد تک ان کے قبضۂ اقتدار میں یا زیر اثر ہیں جس طرف یہ بڑی طاقتیں دنیا کی ہوا کو چلانا چاہیں اسی طرف چلتی ہے۔ آخر ایک دن وہ عظیم تصادم رونما ہوگا۔ جو ان رجحانات کا لازمی نتیجہ ہے۔ اگر ہم دنیا کی پچھلی تاریخ کا مطالعہ کریں۔ تو دیکھیں گے کہ جو دو طاقتیں اس طرح برابر آکر سامنے آتی ہیں ضرور تصادم ہوتا رہا ہے۔ مگر چونکہ وہ تصادم محدود اور مقامی حیثیت رکھتے تھے۔ باقی دنیا ان کے اثرات سے بہت تھوڑا متاثر ہوتی تھی۔ مگر آج یہ حالت نہیں ہے۔

آج اگر ان بڑی طاقتوں میں تصادم ہوا تو قیامت کا نمونہ ہوگا۔ ایک عذاب عظیم کی صورت میں رونما ہوگا۔ یہ ہے خالص مادہ پرستی کا انجام عملی سائنس میں ترقی کرنا فی ذاتہٖ بری شے نہیں خرابی یہ ہوئی ہے۔ کہ اس ترقی نے انسان کو دین اور اخلاق سے بیزار کر دیا ہے۔ یہ بےپناہ جھکاؤ تمام آفت لایا ہے۔ اس لئے جب تک انسان کے دل میں دین اور اخلاق کی طاقتیں بیدار نہ ہوں گی۔ اس عظیم تصادم کا خطرہ لگا رہے گا۔ جب تک انسان میں انسانیت نہ ابھرے گی۔ یہ خدشہ دور نہیں ہوگا۔

بیس سال پیشتر

کراچی کے اخبار "جنگ" میں کچھ دنوں سے سینما کے حق میں اور اس کے خلاف بحث چھڑی ہوئی ہے۔ اس بحث میں حصہ لیتے ہوئے حکیم بشیر احمد صاحب جالی لکھنوی نے ان معاشی برائیوں پر بھی روشنی ڈالی ہے جو سینما کی بدولت روز بروز عام ہوتی جا رہی ہیں۔ اور جن کی وجہ سے معاشرے میں ایک فساد عظیم مچا ہوا ہے۔ بالآخر انہوں نے اپنے خط میں لکھا ہے

"اگر فلموں کا دور اسی طرح بڑھتا رہا تو چوری اغوا اور زنا اس قدر عام ہوں گے۔ کہ ملک میں کسی کا مال اور عزت سلامت رہنا ناممکن ہو جائیگا۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیئے لوگوں کو پاک باز بنانا پولیس کے بس کا کام ہے نہ تعلیم کے کنٹرول میں ہے۔ صرف ایک چیز ہی ہے۔ یعنی یہ کہ خدا کا خوف قوم کے دل میں پیدا ہو جائے۔ پھر سینما ہال ویران نظر آئینگے۔ اور پولیس والے دن رات پیر پھیلا کر سوئیں گے"۔

(روزنامہ جنگ ۲۶ جنوری ۱۹۵۵ء)

اگرچہ یہ اقتباس ایک ایسے صاحب کے خط سے لیا گیا ہے۔ جو احمدی نہیں ہیں۔ تاہم اس خط کا ایک ایک لفظ تحریک جدید کی عظمت پر گواہ ہے۔ اس میں سینما کی وجہ سے پیدا ہونے والی ان خرابیوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ جنہیں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دوربین نگاہ نے آج سے بیس سال قبل بھانپ کر تحریک جدید کے تحت احمدیوں کو سینما اور اسی قسم کے دوسرے لغو اور مخرب اخلاق کھیل تماشوں سے پرہیز کرنے کی ہدایت فرمائی تھی۔ ان چیزوں کی برائیاں آج سب پر آشکار ہیں۔ حتےٰ کہ خود اہل مغرب بھی ان کے برے اثرات کو شدت سے محسوس کر رہے ہیں۔ لیکن یہ خلافت کے آسمانی نظام کی برکت ہے کہ ایک ایسے ماحول میں کہ جس کے زیر اثر دنیا لہو و لعب کی طرف بہی جا رہی تھی۔ جماعت احمدیہ اس بہاؤ کی زد سے بچ گئی۔ اور اس کے افراد کی بھاری اکثریت کسی قانونی دباؤ اور کنٹرول کے بغیر ہی لغو باتوں سے اپنا دامن بچاتی ہوئی ایک ایسی راہ پر گامزن ہو گئی۔ کہ جو آج سب کے نزدیک مسلمہ طور پر سلامتی کی راہ ہے۔ اہل مغرب اس سلامتی کی اس راہ کو تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن یہ دیکھ کر بےبس ہو جاتے ہیں۔ کہ اس راہ پر گامزن ہونا ان کے اختیار میں نہیں ہے بس یہ امر ہمارے لئے از حد خوشی کا موجب ہے۔ اور اس کے لئے ہم جس قدر بھی خدا کا شکر ادا کریں کم ہے۔ کہ ہم ہر آن خلافت کے آسمانی نظام کی برکات سے متمتع ہو رہے ہیں۔

ہر صاحب استطاعت احمدی کا فرض ہے کہ اخبار الفضل خود خرید کر پڑھے۔ اور زیادہ سے زیادہ اپنے غیر احمدی دوستوں کو پڑھنے کے لئے دے۔

ذکر الٰہی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

رقم فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

(۲)

مَیں پیچھے لکھ چکا ہوں کہ رسول کریمؐ کو اللہ تعالیٰ سے ایسا تعلق تھا کہ خدا تعالیٰ کا ذکر سنتے ہی آپؐ کے اندر ایک جوش پیدا ہو جاتا۔ اور یہ کہ آپؐ کو خدا تعالیٰ سے ایسی محبت تھی کہ تندرستی اور بیماری میں خدا تعالیٰ کا ذکر ہی آپؐ کی غذا تھا۔ اب میں ایک اور واقعہ یہاں درج کرتا ہوں۔ جس سے معلوم ہوگا کہ آپؐ جہاں تک ہو سکتا لوگوں میں خدا تعالیٰ کے ذکر کی عادت پیدا کرتے۔

حضرت سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :-

"ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذھب الی بنی عمرو بن عوف لیصلح بینھم فحانت الصلوٰۃ فجاء المؤذن الی ابی بکر فقال اتصلی للناس فاقیم قال نعم فصلی ابو بکر فجاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والناس فی الصلوٰۃ فتخلص حتّٰی وقف فی الصف فصفق الناس وکان ابو بکر لا یلتفت فی صلوٰتہ فلما اکثر الناس التصفیق التفت فرای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاشار الیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان امکث مکانک فرفع ابو بکرؓ یدیہ فحمد اللہ علی ما امرہ بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ذالک ثم استاخر ابو بکر حتّٰی استوی فی الصف تقدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصلّی فلما انصرف قال یا ابا بکر ما منعک ان تثبت اذ امرتک فقال ابو بکر ما کان لابن ابی قحافۃ ان یصلی بین یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مالی رأیتکم اکثرتم التصفیق من رابہ شیٔ فی صلوٰتہ فلیسبح فانہ اذا سبح التفت الیہ وانما التصفیق للنساء"[1]

ترجمہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بنی عمرو بن عوف میں گئے۔ تاکہ ان میں صلح کرائیں اور نماز کا وقت آ گیا۔ تب مؤذن حضرت ابو بکرؓ کے پاس آیا۔ اور کہا کہ کیا آپ لوگوں کو نماز پڑھائیں گے پس میں اقامت کہوں۔ آپ نے جواب دیا۔ کہ ہاں۔ پھر حضرت ابو بکرؓ نماز کے لئے کھڑے ہوئے۔ استنے میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور لوگ نماز پڑھ رہے تھے۔ آپؐ صف چیرتے ہوئے آگے بڑھے۔ اور پہلی صف میں جا کر کھڑے ہو گئے۔ جب آپؐ کی آمد کی اطلاع ہوئی تو لوگ تالیاں پیٹنے لگے (تا حضرت ابو بکرؓ کو معلوم ہو جائے) لیکن حضرت ابو بکرؓ نماز میں دوسری طرف کچھ توجہ نہ فرماتے۔ تب تالیاں پیٹنا طول پکڑ گئی تو آپ متوجہ ہوئے اور دیکھا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے آپ کی طرف اشارہ فرمایا کہ اپنی جگہ ٹھہرے رہو۔ اس پر حضرت ابو بکرؓ نے اپنے ہاتھ اٹھائے۔ اور اس عزت افزائی پر خدا تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا اور حمد کی۔ پھر آپ پیچھے ہٹ گئے۔ اور صف میں مل گئے۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے اور نماز پڑھائی۔ سلام پھیرنے کے بعد فرمایا کہ اے ابو بکرؓ جب میں نے حکم دیا تھا۔ تو پھر آپ کو کونسی چیز مانع ہوئی۔ کہ نماز پڑھاتے رہتے۔ حضرت ابو بکرؓ نے جواب دیا کہ ابو قحافہ کے بیٹے (حضرت ابو بکرؓ) کی کیا حیثیت تھی۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے آگے کھڑا ہو کر نماز پڑھاتا۔ پھر آپؐ نے لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ کیا وجہ ہے کہ میں نے دیکھا کہ تم لوگوں نے اس قدر تالیاں پیٹیں جسے نماز میں کوئی حادثہ پیش آئے۔ اسے چاہیئے کہ سبحان اللہ کہے۔ کیونکہ جب وہ سبحان اللہ کہے گا تو خود بخود اس کی طرف توجہ ہوگی۔ اور تالیاں پیٹنا تو عورتوں کا کام ہے۔

اس حدیث سے اگرچہ اور بہت سے سبق ملتے ہیں۔ لیکن اس جگہ مجھے صرف ایک امر کی طرف متوجہ کرنا ہے۔ اور وہ یہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تمام عمر یہی کوشش رہی کہ جس جس طرح سے ہو سکے لوگوں کی زبان پر خدا کا نام جاری کیا جائے۔ خود تو جس طرح آپؐ ذکر میں مشغول رہتے۔ اس کا حال میں بیان کر چکا ہوں۔ مگر اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ ہر ایک کی زبان پر یہی لفظ دیکھنا چاہتے تھے۔

آپؐ کی آمد کی اطلاع دینے کے لئے اگر صحابہؓ نے تالیاں بجائیں۔ تو یہ ان کا ایک رواج تھا۔ اور ہر ایک ملک میں اطلاع عام کے لئے یا متوجہ کرنے کے لئے لوگ تالیاں بجاتے ہیں۔ آج کل بھی جلسوں میں ایسا ہی ہوتا ہے۔ کہ جب کسی لیکچرار کی کوئی بات پسند آئے۔ تو اس پر تالیاں پیٹتے ہیں تاکہ لوگوں کو توجہ پیدا ہو کہ یہ حصہ لیکچر خاص توجہ کے قابل ہے۔ پس تالیاں بجانا اس کام کے لئے رائج ہے۔ لیکن رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی یاد الٰہی سے محبت دیکھو۔ کہ آپؐ نے دیکھا کہ بعض دفعہ ضرورت تو ہوتی ہے۔ کہ لوگوں کو کسی کام کی طرف متوجہ کیا جائے۔ پھر کیوں نہ اس ضرورت کے موقعہ پر بجائے اس بے معنے حرکت کے لوگوں کو اس طرف لگا دیا جائے۔ کہ وہ اپنے خیالات اور جوشوں کے اظہار کے لئے بجائے تالیاں بجانے کے سبحان اللہ کہہ دیا کریں۔ کم سے کم ایسے موقعہ پر بھی خدا کا ذکر ان کی زبان پر جاری ہوگا۔

یہ وہ حکمت و فلسفہ ہے جسے دنیا کے کسی راہ نما اور ہادی نے نہیں سمجھا۔ اور کوئی مذہب نہیں جو اس حکم کی نظیر پیش کر سکے۔ کہ اس نے بھی بجائے لغویات کے لوگوں کو ایسی تعلیم کی طرف متوجہ کیا ہو۔ جو ان کے لئے مفید ہو سکے۔ تالیاں بجانا بے شک جذبات انسانی کا ترجمان تو ہو سکتا ہے۔ لیکن وہ ایسا ہی ترجمان ہے کہ جیسے ایک گونگے کے خیالات کا ترجمہ اس کے خیالات ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ تالیاں بجانے سے صرف اسی قدر معلوم ہو سکتا ہے کہ اس کے دل میں کوئی جوش ہے۔ اور یہ اس کی طرف لوگوں کو متوجہ کرنا چاہتا ہے۔ یا یہ کہ کسی کو غلطی پر دیکھ کر اسے اس کی غلطی پر متنبہ کرنا چاہتا ہے۔ لیکن اس سے زیادہ اور کوئی نتیجہ نہیں نکلتا۔ لیکن رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم صرف اسی پر اکتفا نہ کر سکتے تھے۔ آپؐ ایک طرف تو کل لغویات کو مٹانا چاہتے تھے۔ دوسری طرف آپؐ کے دل میں یہ جوش موجزن رہتا۔ کہ خدا تعالیٰ کے نام کی کثرت ہو۔ اور ہر ایک مجلس اور مقام میں اسی کا ذکر کیا جائے۔ اس لئے آپؐ نے بجائے ان بے معنی اشارات کے جن سے گو اشارتاً حصول مطلب ہو جاتا تھا۔ ایسے الفاظ مقرر کئے کہ جن سے نہ صرف حصول مطلب ہوتا ہے بلکہ انسان کی روحانیت میں ازدیاد کا باعث ہیں۔ اور عین موقعہ کے مناسب ہیں۔ اور پھر خدا تعالیٰ کا ذکر بھی ہو جاتا ہے۔

یاد رکھنا چاہیئے کہ انسان جب کبھی کسی شے کی طرف توجہ کرتا ہے۔ یا اسے ناپسند کرنے کی وجہ سے یا پسندیدگی کے باعث تو ان دونوں صورتوں میں سبحان اللہ کے کلمہ کا استعمال نہایت باموقعہ اور بامحل ہے اگر وہ کسی انسان کے کسی فعل کو ناپسند کرتا ہے تو سبحان اللہ یہ بتانے کے لئے کہتا ہے کہ آپ سے کوئی سہو ہوا ہے۔ سہو سے تو صرف خدا کی ہی ذات پاک ہے۔ ورنہ ہر ایک انسان سے سہو ممکن ہے۔ اس مفہوم کو سمجھ کر آدمی اپنی غلطی پر متنبہ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص کوئی عمدہ کام کرے تو اس میں بھی سبحان اللہ کہا جاتا ہے۔ جس کی یہ غرض ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی تمام نقصوں سے پاک ہے۔ اور جو کچھ اس نے پیدا کیا ہے۔ اسے بھی پاک ہی پیدا کیا ہے۔ یہ کام جو کسی سے سرزد ہوا ہے۔ یا یہ قول جو کسی کی زبان پر جاری ہوا ہے۔ اپنی خوبی اور حسن میں خدا تعالیٰ کی پاکیزگی اور طہارت یاد دلاتا ہے۔ جو تمام خوبیوں کا پیدا کرنے والا ہے۔

غرض سبحان اللہ کا کلمہ اس ضرورت کو پورا کرتا ہے۔ جس کے لئے توجہ دلائی جاتی ہے۔ اور افسوس اور خوشی دونوں کا اظہار اس سے ایسی عمدگی سے ہوتا ہے۔ جو اور کسی کلمہ سے نہیں ہو سکتا۔ پس اس کلمہ کے مقابلہ میں تالیاں بجانا اور سیٹیاں مارنا بالکل لغو اور بے فائدہ ہے۔ اور ان لغو حرکات کے مقابلہ پر ایسا پاک کلمہ رکھ دینا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہی پاک طبیعت کا کام تھا۔ ورنہ ہزاروں سال سے اس لغو حرکت کو روکنے کی کسی اور کے دل میں تحریک نہیں ہوئی۔ ہاں صرف رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ جو اس نکتہ تک پہنچے۔ اور آپؐ نے ایسے موقعہ پر خدا تعالیٰ کا نام لینے کی تعلیم دے کر ثابت کر دیا ہے۔ کہ آپؐ ہر ایک موقعہ پر خدا تعالیٰ کا ذکر کرنا پسند فرماتے۔ اور اسی کا ذکر آپؐ کے لئے غذا تھا۔

اس واقعہ کے علاوہ اور بھی بہت سے واقعات ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ چاہتے تھے کہ خدا تعالیٰ کا ذکر زیادہ کیا جائے۔ چنانچہ چھینک پر۔ کھانا شروع کرتے وقت پھر ختم ہونے کے بعد سوتے وقت جاگتے وقت۔ نمازوں کے بعد کوئی بڑا کام کرتے وقت وضو کرتے وقت۔ غرضکہ اکثر اعمال میں آپ نے خدا تعالیٰ کے ذکر کی طرف لوگوں کو متوجہ کیا ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپؐ نہ صرف خود ہی ذکر الٰہی میں زیادہ مشغول رہتے تھے۔ بلکہ دوسروں سے بھی چاہتے تھے۔ کہ وہ بھی یاد الٰہی میں مشغول رہیں۔ جو کہ آپؐ کے کمال محبت پر دال ہے۔ (باقی)

[1] بخاری کتاب الاذان باب من دخل لیؤم الناس

درخواست دعا

میرے چچا ملک ظہور احمد صاحب پر دل اور جوڑوں کی بیماری نے دوبارہ حملہ کیا ہے۔ آپ خدا تعالیٰ کے فضل سے خادم احمدیت ہیں۔ احباب سے درخواست ہے کہ وہ ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ ملک عبد الرحمٰن احمدی

قائد خدام الاحمدیہ بدین سندھ

جماعت اسلامی اور اشتراکیت کا طریقِ کار

(از مکرم چودھری رشید الدین صاحب متعلم جامعۃ المبشرین ربوہ)

آج سے ایک صدی پیشتر معاشی اصلاح کے لئے کارل مارکس نے جو نظریہ دنیا کے سامنے پیش کیا۔ اسے رائج کرنے کے لئے جس چیز پر اس نے زیادہ زور دیا۔ وہ آتشین انقلاب ہے۔ اس نے اپنی آواز معاشی اصلاح کے لئے بلند کی تھی۔ اور یہ وہی مقصد تھا۔ جس کے لئے اس سے پہلے بھی کئی مفکرین نے مختلف آراء اور تجاویز پیش کی تھیں۔ لیکن مارکس جو نئی بات لے کر اٹھا۔ وہ اس کا انقلابی طریقِ کار تھا۔ اس نے کہا۔ کہ معیشت کی اصلاح زبانی تجاویز سے نہیں۔ بلکہ ایک مسلح انقلاب سے ہوسکتی ہے۔ اس انقلاب کے بغیر ہم اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوسکتے۔ مارکس نے کہا۔ کہ سب سے پہلے ہمیں حکومت پر قبضہ کرنا چاہیئے۔ تب ہی ہم اپنا نظام جاری کرسکتے ہیں۔ نظامِ معیشت کی اصلاح کے لئے نظامِ حکومت ہمارے ہاتھ میں ہونا ضروری ہے۔ تب ہی جاکر ہم اس قابل ہوسکتے ہیں۔ کہ جس نظام کو ہم معاشی اصلاح کے لئے ضروری سمجھتے ہیں۔ اسے عملی طور پر رائج کرسکیں۔ یہ وہ نظریہ ہے۔ جس کو کارل مارکس نے اپنی کتاب "اشتراکی منشور" (Communist Manifesto) میں بیان کیا ہے۔ چنانچہ اسی نظریہ کے مطابق اشتراکیوں نے اپنی سرگرمیوں کو جاری کیا۔ اور اپنا اولین مقصد حکومت پر قبضہ کرنا اپنے عمل سے ظاہر کیا۔ یہی وہ خطرناک نظریہ ہے۔ جو روس میں ۱۹۰۵ء اور ۱۹۱۷ء کے انقلابات لایا۔ اور بہت سی انسانی جانوں کی تلفی کا باعث بنا۔ اس بات کا ثبوت کہ اشتراکی اس نظریہ کے حامی ہیں۔ لینن کے اس بیان سے بھی ملتا ہے۔ کہ "ہم نے (سوویٹ روس میں) ریاست کی مشین سرمایہ داروں کے ہاتھ سے چھین لی ہے۔ اور اب اس مشین کے زور سے ہم لوٹ کھسوٹ ختم کردیں گے۔" (ریاست ۲۳) لینن اس بات کو فخریہ طور پر بیان کرتا ہے۔ کہ ہم نے (اپنے پیشرو کے نظریہ کے مطابق) انقلاب کے ذریعہ حکومت پر قبضہ کرلیا ہے۔ اور اب ہم اس قابل ہوگئے ہیں۔ کہ اپنے نظام کو جاری کرسکیں۔ پس اس انقلاب کے ذریعہ حکومت پر قبضہ کرنے کا نظریہ اشتراکیوں کے نزدیک کامیابی کے لئے بنیادی اصول ہے۔ اور اس نظریہ کے خطرناک اور فساد انگیز ہونے کا مشاہدہ دنیا روس میں ۱۹۰۵ء اور ۱۹۱۷ء کے انقلابات کے ذریعہ اپنی آنکھوں سے کرچکی ہے۔ اس بات کے لئے کہ یہ نظریہ نقصان رساں ہے۔ اور فساد برپا کرتا ہے۔ کسی مزید ثبوت کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ کسی ملک میں فساد کی جڑ عموماً یہی نظریہ ہی ہوتا ہے۔

ہمارے ملک میں جماعت اسلامی بھی اسی نظریہ کو اپنائے ہوئے ہے۔ جماعت اسلامی کہتی ہے۔ کہ وہ لوگوں کو صالح بنانے کے لئے کھڑی ہوئی ہے۔ اور دنیا میں "اسلامی نظام" کو رائج کرنا اس کا مقصد ہے۔ لیکن وہ اپنے اس مزعومہ "اسلامی نظام" کو قائم کرنے کے لئے وہی طریقِ کار اختیار کرنا چاہتی ہے۔ جو اشتراکیوں نے روس میں اختیار کیا تھا۔ چنانچہ فسادات پنجاب ۱۹۵۳ء کی تحقیقاتی عدالت نے اپنی رپورٹ میں جماعت اسلامی کے متعلق لکھا ہے۔ کہ جماعت اسلامی کا مقصد یہ ہے۔ "کہ ایک "دینی سیاسی" نظام قائم کیا جائے۔ جس کو جماعت "اسلام" کہتی ہے۔ اس نصب العین کے حصول کے لئے وہ نہ صرف پراپیگنڈا کو ضروری سمجھتی ہے۔ بلکہ آئینی ذرائع سے (اور جہاں ممکن ہو وہاں قوت سے) سیاسی اقتدار حاصل کرنے کی خواہاں ہے۔ ط۲۶۲

اگر کوئی شخص یہ سوال کرے۔ کہ ممکن ہے۔ کہ جسٹس محمد منیر کو جماعت اسلامی کا موقف سمجھنے میں غلطی لگی ہے۔ اور جماعت کا موقف یہ نہ ہو۔ تو اس کے جواب کے لئے میں ذیل میں جماعت اسلامی کے اپنے بیان کردہ چند ایک حوالہ جات درج کروں گا۔ جن سے ظاہر ہوگا۔ کہ جماعت اسلامی اس نظریہ کی نہ صرف حامی ہے۔ بلکہ اس کو ضروری سمجھتی ہے۔ مولانا مودودی صاحب فرماتے ہیں:۔

"اسلام ان تمام طاقتوں سے کام لینا چاہتا ہے۔ جو انقلاب برپا کرنے کے لئے کارگر ہوسکتی ہیں۔ اور ان سب طاقتوں کے استعمال کا ایک جامع نام جہاد رکھتا ہے۔ زبان و قلم کے زور سے لوگوں کے نقطۂ نظر کو بدلنا اور ان کے اندر ذہنی انقلاب پیدا کرنا بھی جہاد ہے۔ اور تلوار کے زور سے پرانے ظالمانہ نظامِ زندگی کو بدل دینا اور نیا عادلانہ نظام مرتب کرنا بھی جہاد ہے۔" (جہاد فی سبیل اللہ صفحہ ۹)

اس سوال کے جواب میں کہ جماعت اسلامی کس قسم کے لوگوں کی جماعت ہے؟ ارشاد ہوتا ہے کہ "یہ مذہبی تبلیغ کرنے والے واعظین اور مبشرین کی جماعت نہیں ہے۔ بلکہ خدائی فوجداروں کی جماعت ہے۔" (جہاد فی سبیل اللہ صفحہ ۲۲)

یہ دو حوالے اس بات کو ثابت کرتے ہیں۔ کہ جماعت اسلامی کا وہ موقف جس کو تحقیقاتی عدالت نے بیان کیا ہے۔ وہ جماعت کا صحیح اور اپنا بیان کردہ موقف ہے۔ مولانا مودودی صاحب انقلاب لانے والی تمام ضروری طاقتوں کا استعمال جائز ہی نہیں بلکہ ضروری قرار دیتے ہیں۔ اور ظاہر ہے انقلاب کے لئے قوت کا استعمال ایک لازمی چیز ہے۔

مولانا فرماتے ہیں کہ تلوار کے زور سے پرانے نظام کو بدل کر نیا نظام جاری کرنا بھی جہاد میں شامل ہے۔ یہی نہیں بلکہ اس نظریہ کو اپنانے اور اس پر عمل کرنے کے لئے کن زوردار الفاظ میں اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں۔ تم تبلیغ کرنے والے واعظین کی جماعت نہیں ہو۔ بلکہ فوجداروں کی جماعت ہو۔ روس میں جب ۱۹۰۵ء کا انقلاب برپا تھا۔ تو لینن نے ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔ ہم کو کامیابی کے لئے کن چیزوں کی ضرورت ہے؟ (کہتا ہے) صرف تین چیزوں کی۔ (۱) ہتھیار (۲) ہتھیار۔ (۳) ہتھیار

اور آج مودودی صاحب بھی انقلاب لانے کے لئے اپنی جماعت کے فوجداروں کو اسی بات کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ کہ کامیابی کے لئے تین چیزوں کی ضرورت ہے۔ (۱) تلوار (۲) تلوار۔ (۳) تلوار۔

—— (۲) ——

مزدوروں اور کسانوں کی تنگی اور تکلیف کو دور کرنے کے لئے جب بہت سے مفکرین نے یہ تجویز کی۔ کہ ان کے نمائندے بھی پارلیمنٹ میں جائیں۔ اور اپنی تکالیف کو پیش کریں۔ اور پھر اپنے نمائندوں کو زیادہ کرکے تدریجی طور پر اپنے اثر کو وسیع کریں۔ اور وعظ و نصیحت کے ذریعہ تمام نمائندوں کو مزدوروں کی تکالیف دور کرنے پر آمادہ کریں۔ تو اس وقت انقلاب کے حامی کارل مارکس نے دنیا کو کہا۔ کہ یہ طریق ناممکن ہے۔ اور اس طرح معاشی اصلاح نہیں ہوسکتی۔ بلکہ معاشی اصلاح کے لئے حکومت کا اپنے ہاتھ میں ہونا ضروری ہے۔ اسی طرح جب پاکستان کے حصول کے لئے مسلمان سردھڑ کی بازی لگا رہے تھے۔ اور ان کا یہ خیال تھا۔ کہ پہلے ایک ٹکڑا مسلمانوں کی ملکیت ہو جائے۔ اور بعد میں وعظ و نصیحت سے تدریجی طور پر اسلامی نظام رائج ہوجائے گا۔ تو مولانا مودودی صاحب نے فرمایا۔

"بعض لوگ یہ خیال ظاہر کرتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ غیر اسلامی......طرز ہی کا سہی مسلمانوں کا قومی اسٹیٹ قائم تو ہوجائے۔ پھر رفتہ رفتہ تعلیم و تربیت اور اخلاقی اصلاح کے ذریعہ اس کو اسلامی سٹیٹ میں تبدیل کیا جاسکتا ہے۔ مگر میں نے تاریخ، سیاست اور اجتماعیات کا جو تھوڑا بہت مطالعہ کیا ہے۔ اس کی بناء پر اس کو ناممکن سمجھتا ہوں۔" (اسلامی حکومت صفحہ ۲)

مارکس کی طرح مولانا صاحب بھی وعظ و نصیحت کے طریق کو صحیح نہیں سمجھتے۔ بلکہ شروع دن سے ہی حکومت کا ڈنڈا ان کے ہاتھ میں ہونا چاہیئے۔ تب ہی وہ اسلام کی جان بچا سکتے ہیں۔

تعلیم و تربیت کے ذریعہ سے لوگوں کو اسلامی اخلاق کا پابند بنانا مولانا کے نزدیک ناممکن ہے۔ وہ چاہتے ہیں۔ کہ حکومت کا ڈنڈا ان کے ہاتھ میں ہو۔ اور وہ اس کے سہارے لوگوں کو صالحین کی جماعت میں شامل کریں۔

—— (۳) ——

اشتراکیت کی تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ حکومت وقت کی مخالفت کو اپنا فرض قرار دیتے ہیں۔ اور ان کی یہ مخالفت اس وقت تک جاری رہتی ہے۔ جب تک کہ حکومت ان کے اپنے قبضہ میں نہ آجائے۔ روس میں فروری ۱۹۱۷ء کے انقلاب کے بعد جب عارضی حکومت قائم ہوئی۔ تو اس میں اشتراکیوں کے نمائندے بھی لئے گئے۔ لیکن اشتراکی اس بات پر بھی راضی نہ ہوئے۔ اور حکومت کی مخالفت اس وقت تک ختم نہ کی۔ جب تک کہ حکومت کی باگ ڈور ان کے اپنے ہاتھ میں نہ آگئی۔

یہی طریقِ کار جماعت اسلامی کا ہے۔ وہ پاکستان بننے کے دن سے لیکر آج تک اس اصول پر کاربند ہے۔ کہ (حکومت وقت کی مخالفت کرو) مودودی صاحب نے اس وقت جبکہ پاکستان کے وجود میں آنے کا ابھی ابھی فیصلہ ہوا تھا۔ لوگوں کو نصیحت فرمائی۔

"اس کے قیام و بقا میں حصہ لوگے۔ تو اپنے رسول سے غداری کروگے۔ اور اس کا جھنڈا اٹھانے کے لئے اٹھوگے۔ تو اپنے خدا کے خلاف علم بغاوت بلند کروگے۔" (جماعت اسلامی کی دعوت صفحہ ۳)

مولانا صاحب پاکستان کے استحکام کی خاطر جدوجہد کو رسول سے غداری اور خدا کے خلاف علم بغاوت بلند کرنا قرار دیتے ہیں۔

پس جماعتِ اسلامی اپنے نظریہ اور عمل کے لحاظ سے اشتراکیت کے نقشِ قدم پر چل رہی ہے۔ اشتراکیت کے مصلحین حکومت کا ڈنڈا ہاتھ میں لیکر معاشی نظام کی اصلاح کرنا چاہتے تھے۔ اور جماعت اسلامی کے مصلحین بھی حکومت کا ڈنڈا ہاتھ میں لیکر اور اپنا مزعومہ "دینی سیاسی نظام" رائج کرکے لوگوں کو صالح بنانا چاہتے ہیں۔ پس اشتراکیت اور جماعتِ اسلامی طریقِ کار میں مشترک ہیں۔ اور اس نظریہ اور طریقِ کار کی فساد انگیزی ظاہر و عیاں ہے۔

درخواست ہائے دعاء

(۱) ملک عبدالحکیم خاں صاحب بعارضہ T.B. بیمار ہیں۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔ نیز میری صحت کے واسطے بھی دعا فرمائیں۔ خاکسار محمود احمد نیوز ایجنٹ کراچی۔

(۲) بندہ کا امتحان نزدیک ہے۔ اور صحت خراب رہتی ہے۔ دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ صحت عطا فرمائے۔ اور امتحان میں اعلیٰ نمبروں پر کامیاب کرے۔ آمین خاکسار بشیر احمد ولد فضل دین آف قادیان حال منڈی چوہڑکانہ۔

(۳) میری بیوی لائل پور ہسپتال میں برائے علاج داخل ہے۔ احباب کرام دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ جلد صحت عطا فرمائے۔ خاکسار مبشر احمد احمدی زرگر چنیوٹ۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں (منیجر)

پنجاب میں تعلیمی اصلاحات

(از میاں سراج الدین صاحب ڈائریکٹر محکمہ تعلیم پنجاب)

پنجاب اسمبلی نے پنجاب سیکنڈری ایجوکیشن بل اور یونیورسٹی بل پاس کئے ہیں۔ جن میں صوبے کے نظام تعلیم کی تمام موجودہ خامیوں کو دور کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ یہ تعلیمی اصلاحات بہت دوررس نتائج کی حامل ہیں۔ اس سلسلے میں ہم میاں سراج الدین صاحب ڈائریکٹر محکمہ تعلیم پنجاب کا ایک مضمون اخبار "پنجاب" کے شکریہ کے ساتھ درج ذیل کرتے ہیں۔ جس میں انہوں نے ان نئے قوانین کے اہم پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے اور پنجاب یونیورسٹی کے ماضی کا ایک مختصر خاکہ بھی پیش کیا ہے۔

پنجاب میں تعلیم کی بنیاد

پنجاب یونیورسٹی کی تاریخ ہمارے صوبے کی تعلیمی ترقی کے ساتھ وابستہ رہی ہے۔ ۱۸۵۴ء کی "وڈز ڈسپیچ" کے بعد محکمہ تعلیم ۱۸۵۶ء میں معرض وجود میں آیا۔ ۱۸۵۸ء میں تجویز کی گئی کہ پریذیڈنسی کالج کلکتہ کے نمونے پر لاہور میں ایک سنٹرل کالج کھولا جائے۔ پنجاب کی تعلیمی رپورٹ میں درج ہے کہ سال ۱۸۶۰-۶۱ء پنجاب کی تاریخ میں اہم حیثیت رکھتا ہے کیونکہ اس سال لاہور میں میڈیکل کالج کھولا گیا۔ اور پنجاب کے چار طلباء کلکتہ یونیورسٹی کے انٹرنس کے امتحان میں کامیاب ہوئے۔ ۱۸۶۴ء میں گورنمنٹ کالج کھولا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی ۱۸۶۴ء میں ایک مشن کالج کی بنیاد رکھی گئی۔ جو ۱۸۶۵ء میں بند ہو کر ۱۸۸۶ء میں دوبارہ فارمن کرسچن کالج کے نام سے جاری کیا گیا۔

پنجاب یونیورسٹی کی تاسیس

پنجاب میں یونیورسٹی قائم کرنے کی تحریک جاری کرنے کا شرف گورنمنٹ کالج کے پرنسپل ڈاکٹر لائٹنر کو حاصل ہوا۔ انہوں نے یکے بعد دیگرے کئی ایک تجاویز پیش کیں۔ جو ۱۸۸۲ء میں پنجاب یونیورسٹی کی شکل میں پایہ تکمیل کو پہنچیں۔ ۱۹۰۲ء میں حکومت ہند نے ایک یونیورسٹی کمیشن مقرر کیا جس کی رپورٹ کے مطابق ۱۹۰۴ء کا یونیورسٹیوں کا ایکٹ پاس کیا گیا۔ اس ایکٹ کی رو سے ہندوستان کی یونیورسٹیوں کی تعلیمی سرگرمیوں میں اضافہ کیا گیا اور ان کی انتظامی مجالس کی نئے سرے سے تنظیم کی گئی۔ اس ایکٹ کی ایک خصوصیت یہ تھی کہ یونیورسٹیوں کے ساتھ کالجوں کے الحاق کے لئے قوانین وضع کئے گئے۔ جن کی رو سے کالجوں کے الحاق سے پہلے یونیورسٹی کو پوری تفاصیل حاصل کرنے کا حق دیا گیا۔ اور الحاق کے بعد کالجوں کو مقررہ معیار کے مطابق کام کرنا پڑا۔ یہ لازمی قرار دیا گیا کہ کالج کے لئے ایک باقاعدہ مجلس انتظامیہ ہو اور ہدایت کی گئی کہ طلباء کی رہائش اور ان کی تربیت کا خاص خیال رکھا جائے۔

ایکٹ ۱۹۰۴ء کے بعد

ایکٹ ۱۹۰۴ء کے بعد پنجاب یونیورسٹی نے اپنی تعلیمی سرگرمیاں تیز کر دیں۔ سال ۱۹۱۲ء یونیورسٹی کی تاریخ میں ایک خاص اہمیت رکھتا ہے۔ اس سال یہ فیصلہ کیا گیا کہ یونیورسٹی کو صحیح معنوں میں استادوں اور طلباء کی کارپوریشن میں تبدیل کیا جائے۔ فیصلہ ہوا کہ مشرقی علوم کا احیا کیا جائے اور باہر سے ماہرین تعلیم کو بلایا جائے۔ تاکہ وہ یونیورسٹی میں آکر استادوں اور طلباء کو نئے طریقہ تعلیم سے آگاہ کریں۔ اسی سال یہ بھی فیصلہ ہوا کہ یونیورسٹی لائبریری اور اورینٹل کالج اور لیبارٹریوں کی عمارات بنائی جائیں اور ان کی نئے سرے سے تنظیم کی جائے۔

انڈرسن کمیٹی

دسمبر ۱۹۳۲ء میں پنجاب لیجسلیٹو کونسل نے ایک کمیٹی مقرر کی۔ جس کے سپرد یہ کام کیا گیا کہ وہ پنجاب یونیورسٹی اور اس کے قواعد کو نئے سرے سے مرتب کرے اس کی چند ایک سفارشات یہ تھیں۔—

۱۔ انٹرمیڈیٹ کی جماعتوں کو یونیورسٹی سے علیحدہ کر دیا جائے۔

۲۔ کالجوں کی انٹرمیڈیٹ جماعتوں اور سکولوں کی جماعت دہم کو ملا کر علیحدہ ثانوی اداروں میں منظم کیا جائے (۳) کالج اور یونیورسٹی کے طریقہ تعلیم میں کوئی فرق نہیں ہونا چاہیئے۔ لیکن یونیورسٹی کو یہ حق ہونا چاہیئے کہ وہ صوبہ کی تمام تعلیمی سرگرمیوں کی تنظیم کر سکے۔ اس نصب العین کو حاصل کرنے کے لئے کمیٹی نے تجویز کیا کہ:۔

۱۔ یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کرنے والا طالب علم کسی نہ کسی کالج سے تعلق رکھتا ہو۔

۲۔ عام طور پر یونیورسٹی کا ہر استاد کسی نہ کسی کالج سے تعلق رکھتا ہو۔

۳۔ یونیورسٹی کی مالی حالت کو بہتر بنایا جائے۔

۱۹۳۲ء-۱۹۴۹ء

اس کمیٹی کی سفارشات پر کوئی عمل نہ ہوا اس کے باوجود یونیورسٹی نے اپنی تعلیمی سرگرمیاں جاری رکھیں۔ نئے شعبے معرض وجود میں آئے جن میں شعبہ فنون۔ موسیقی۔ اعداد و شمار۔ جغرافیہ۔ صحافت فارسی وغیرہ شامل تھے۔

پاکستان بننے کے بعد یونیورسٹی کی تعلیمی سرگرمیوں میں ایک خلا پیدا ہو گیا۔ اس کے باوجود کارکنان یونیورسٹی نے ہمت و استقلال سے کام لیتے ہوئے یونیورسٹی میں بہت سے شعبوں کا اضافہ کیا جن میں جیالوجی۔ اردو۔ اسلامیات۔ معدنیات بین الاقوامی معاملات اور ہسپانوی۔ فرانسیسی۔ جرمنی روسی اور ترکی زبانوں کے شعبے بھی شامل ہیں۔

یونیورسٹی کمیشن ۱۹۵۰ء اور نئے قوانین

دسمبر ۱۹۵۰ء میں گورنمنٹ نے یونیورسٹی کی تعلیمی سرگرمیوں اور اس کے قواعد و قوانین کا جائزہ لینے کے لئے ایک کمیشن مقرر کیا۔ اس کمیشن نے اپنی رپورٹ ۱۹۵۲ء میں پیش کی۔ اسی رپورٹ کو مدنظر رکھتے ہوئے حکومت پنجاب نے پنجاب سیکنڈری ایجوکیشن بل ۱۹۵۴ء اور پنجاب یونیورسٹی بل ۱۹۵۴ء اسمبلی کے سامنے پیش کئے۔ یہ قوانین صوبے کی تعلیمی ترقی کے ارتقاء کو مدنظر رکھ کر وضع کئے گئے ہیں۔ عوام میں اس نئی تنظیم کے متعلق چند بے بنیاد شبہات ہیں۔ ذمہ دار لوگ بھی اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ صوبے کے تعلیمی نظام کو فوراً درہم برہم کر دیا جائے گا۔ اکثر ہیڈ ماسٹر اور دوسرے ذمہ دار لوگ پوچھتے ہیں کہ سکولوں کا کیا بنے گا۔ ثانوی ادارے کب سے قائم کئے جائیں گے۔ اور بی۔اے کے تین سالہ کورس پر کب سے عمل ہوگا۔ راولپنڈی کے اساتذہ اور پروفیسروں کے ایک اجتماع میں مجوزہ تعلیمی اصلاحات پر بحث کرتے ہوئے کہا گیا کہ اگر ثانوی سکولوں کا اہتمام کئے بغیر عجلت سے اصلاحات نافذ کی گئیں تو اس سے سخت انتشار پیدا ہوگا۔ اور انٹرمیڈیٹ کلاسوں کے ختم کرنے سے کالجوں پر مالی بوجھ پڑے گا۔

اس قسم کے تمام خدشات بالکل بے بنیاد ہیں اور غلط فہمیوں پر مبنی ہیں۔ یہ بات صاف طور پر ذہن نشین کر لینی چاہیئے کہ ان اصلاحات کے نتیجے کے طور پر کوئی فوری تبدیلی نہیں ہوگی۔ سوائے اس کے کہ مندرجہ ذیل امتحانوں کا انتظام یونیورسٹی کی بجائے ثانوی بورڈ کے سپرد ہوگا۔

۱۔ میٹرکولیشن

۲۔ انٹرمیڈیٹ۔

۳۔ پاکستانی اور کلاسیکل زبانوں کے امتحانات۔

نویں اور دسویں جماعت جہاں جس سکول میں ہے وہیں رہے گی۔ انٹرمیڈیٹ یعنی گیارھویں اور بارھویں جماعتیں موجودہ کالجوں کے ساتھ منسلک رہیں گی۔ نہ ہی سکولوں کو فوری طور پر ثانوی ادارے بنایا جائے گا۔ اور نہ ہی بی۔اے کا کورس تین سالہ کیا جائے گا۔ یہ کام بتدریج عمل میں لایا جائے گا۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر کوئی تبدیلی نہیں ہوئی تو ان اصلاحات کی ضرورت کیا تھی۔ اس سوال کے جواب کے لئے دونوں قوانین کا غور سے مطالعہ کرنا ہوگا۔ جیسا کہ پہلے کہا جا چکا ہے۔ قوانین وضع کرنے سے پہلے یہ طے شدہ امر تھا کہ تعلیمی نظام میں انقلابی تبدیلیوں کی بجائے ارتقائی تبدیلیاں کی جائیں تاکہ وہ دیرپا اور دوررس نتائج کی حامل ہوں۔

پنجاب میں ثانوی تعلیم

پنجاب یونیورسٹی کمیشن نے ثانوی تعلیم کی از سر نو تنظیم کے لئے مندرجہ ذیل تجاویز پیش کی تھیں

۱۔ ثانوی درجہ چار سال کا ہونا چاہیئے۔ جس میں دو سال ادنےٰ ثانوی تعلیم کے لئے اور دو سال اعلےٰ ثانوی تعلیم کے لئے وقف کئے جائیں گے۔

۲۔ ثانوی تعلیم کی چار جماعتوں یعنی نویں دسویں۔ گیارھویں اور بارھویں جماعتوں کے لئے ثانوی مدارس قائم کئے جائیں۔ اور ان مدارس میں اعلےٰ اسٹاف اور مناسب ساز و سامان مہیا کیا جائے۔

۳۔ ہر ثانوی مدرسے کے ساتھ ایک مڈل سکول ہونا چاہئے۔ جو ثانوی مدرسے سے علیحدہ ہو لیکن دونوں مدرسے ایک ہی پرنسپل کی زیر نگرانی ہوں۔

۴۔ تعلیمی معیار کو بلند کیا جائے اور سکولوں میں اعلےٰ قابلیت اور اچھی تنخواہ پانے والے استاد مناسب جگہیں اچھی لائبریریاں اور اعلےٰ تجربہ گاہیں اور کھیلنے کے میدان ہوں۔

۵۔ کورس مقرر کرتے وقت طلباء کی دلچسپی اور طبعی میلان کا خیال رکھا جائے۔

۶۔ فنی تعلیم کا خاص طور پر خیال رکھا جائے اور صوبے میں فنی تجارتی اور زراعتی سکولوں کا اجرا کیا جائے۔

ظاہر ہے کہ ان اصلاحات پر اسی صورت میں عمل کیا جا سکتا ہے جبکہ ایک علیحدہ ثانوی بورڈ قائم کر دیا جائے۔ یہ کہنا کہ پہلے ایسے حالات قائم کئے جائیں اور بعد میں ثانوی بورڈ قائم کیا جائے قطعاً غلط ہے۔ چنانچہ یونیورسٹی کی سینٹ نے کمیشن کی سفارشات پر بحث کرتے ہوئے یہی کہا تھا کہ ثانوی بورڈ کی فوراً تشکیل کر دی جائے اور اسی بورڈ کے ذمے یہ کام لگایا جائے کہ وہ ان سفارشات پر عمل کرنے کے لئے موزوں حالات پیدا کرے۔

نئے ایکٹ کے ماتحت بورڈ نہ صرف امتحان کا ذمہ دار ہوگا بلکہ اس کے اہم فرائض میں دفعہ ۱۰ کے مطابق یہ بھی شامل ہے کہ وہ صوبے میں ثانوی تعلیم کی تنظیم کرے اور اسے نئے سرے سے ترتیب دے کر اس کی ترقی کے لئے کوشاں ہو۔ ہمارے وزیر تعلیم نے یہ قانون پیش کرتے وقت فرمایا کہ پنجاب سیکنڈری ایجوکیشن بل نہ صرف یونیورسٹی کا بوجھ ہلکا کرے گا بلکہ صوبے کی اہم ضرورت یعنی ثانوی تعلیم کو نئے سرے سے ترتیب دینے کی ضرورت کو بھی پورا کرے گا۔

(باقی)

خدام الاحمدیہ کے دستور اساسی کے قاعدہ ۱۰۱ کی وضاحت

(از مکرم نائب صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

دستور اساسی خدام الاحمدیہ کا قاعدہ ۱۰۱ حسب ذیل ہے

"مجلس مقامی کے عہدیداران کی فہرست صدر کے سامنے آئے گی۔ صدر ہر مقام کے عہدیداران کا انتخاب رد کر سکتا ہے"۔

یہ قاعدہ اپنی جگہ بالکل صاف اور واضح ہے۔ مگر چند ایک مجالس کی طرف سے اس کی تعمیل صحیح رنگ میں نہیں ہو رہی۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ صدر منتخب عہدیداران کو رد کر سکتا ہے۔ مگر نامزد عہدیداران کو رد نہیں کر سکتا۔ ایسے نامزد عہدیداروں کی فہرست صدر کے سامنے بھجوانے کی ضرورت نہیں۔

دفتر کی طرف سے یہ معاملہ میرے نوٹس میں لا کر قاعدہ ۱۰۱ کی رو سے مجھے اس کی وضاحت کی درخواست کی گئی ہے۔

میں نے قاعدہ ۱۰۱ کے الفاظ کو بغور دیکھا ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اوپر کا پیش کردہ نظریہ درست نہیں۔ دستور اساسی کا قاعدہ بالکل صاف ہے۔ اور اس میں خدام الاحمدیہ کے ہر قسم کے عہدیداران کی منظوری دینا یا انہیں رد کرنا صدر مجلس کے اختیار میں ہے۔ اس لئے میں اس قاعدہ کی وضاحت کرتا ہوں۔ کہ ہر مجلس کے قائد کا فرض ہے کہ وہ اپنی مجلس کے عہدیداران نامزد کرکے مرکز میں بغرض منظوری بھجوائے۔ صدر کو اختیار ہوگا کہ وہ اگر کسی عہدیدار کے تقرر کو نامناسب خیال کرے۔ تو اسے رد کر دے۔

پس آئندہ اس پر عمل کیا جانا چاہیئے۔ جب تک نئے عہدیداران کی منظوری کی اطلاع نہ آجائے عہدیداران ماقبل ہی کام کریں گے۔ (نائب صدر خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

پانچ سالہ سکیم تعلیمی قرضہ حسنہ

اس کی بنیاد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کا وہ ارشاد گرامی ہے۔ جو حضور نے مشاورت ۱۹۵۲ء میں فرمایا تھا کہ غرباء کو ابھارنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ دیہات میں بعض جگہ بیس بیس سال سے احمدی جماعتیں قائم ہیں۔ مگر ان میں کوئی گریجوایٹ نہیں۔ اگر محکمہ کی طرف سے ان کو تحریک کی جائے کہ پندرہ بیس زمیندار ملکر ایک لڑکے کی اعلےٰ تعلیم کا بوجھ اٹھائیں اور قرضے کے طور پر کچھ وظیفہ دیدیا کریں۔ تو چند سال میں کئی لڑکے گریجوایٹ بن سکتے ہیں۔

خلاصۂ سکیم

جماعت کا ہر پیشہ کا فرد مرد ہو یا عورت اس میں حصہ لے سکتا ہے۔ جو کم از کم ایک روپیہ ماہوار یا چھ روپے ششماہی بمد سکیم مرکز میں بھیجے۔ ہر نئے سال قسط گھٹا یا بڑھا سکتا ہے۔ اس کی سالانہ جمع شدہ رقم کی اطلاع مرکز سے جاری ہو کر ہر ایک ممبر کو دی جائے گی۔ ہر سال جمع شدہ رقم کا ½ وظائف پر خرچ ہوگا۔ باقی ½ کو تجارت پر لگا کر بڑھانے کا اختیار صدر انجمن احمدیہ کو ہوگا۔ کسی ممبر کو پہلے پانچ سال کے دوران میں اپنی جمع شدہ رقم کا کوئی حصہ واپس طلب کرنے کا اختیار نہ ہوگا چھٹے سال ⅕ حصہ واپس ملے گا۔ ساتویں سال ⅖ اور علیٰ ہذا القیاس دسویں سال ساری رقم یا لقایا۔ سکیم کے مندرجہ ذیل حصے ہوں گے۔ اوّل زمیندارہ قرضہ تعلیم دوم اہل حرفہ کا۔ سوم ملازمین کا۔ چہارم مستورات کا اور پنجم مختص بالذات۔ اوّل دوم سوم کا یونٹ ضلع ہوگا۔ یعنی ایک ضلع کی آمد اسی ضلع کے اسی پیشہ کے امیدوار پر خرچ ہوگی۔ چہارم و پنجم کا یونٹ صوبہ ہوگا۔ مستورات کی طرف سے آمد مستورات پر ہی اسی صوبہ میں خرچ ہوگی۔ اور جو احباب پچاس روپے ماہوار پانچ سال تک جمع کرائیں گے۔ ان کی رقم سے جاری شدہ وظیفہ ان کے نام پر ہوگا۔ اور مختص بالذات کہلائے گا۔

یہ وظائف میٹرک کے بعد کی تعلیم کے لئے جاری ہونگے۔ ممبران بطور قرضہ دیں گے۔ ان کی رقم پراویڈنٹ فنڈ کے طریق پر جمع ہوتی رہے گی۔ اور وظائف لینے والے طلباء حسب قواعد نظارت تعلیم سے بطور قرضہ حسنہ وظائف لیں گے

امراء و پریذیڈنٹ صاحبان ازراہ کرم سکیم میں خود بھی حصہ لیں۔ اور دیگر احباب کو بھی حصہ لینے کی تحریک فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ یہ صدقہ جاریہ ہے۔ رقم ماہ بماہ چندہ کے ساتھ بمد سکیم قرضہ ارسال فرمایا کریں۔ (ناظر تعلیم و تربیت)

زکوٰۃ کی ادائیگی اموال کو بڑھاتی ہے اور تزکیہ نفس کرتی ہے

حج کے لئے درخواستیں

امسال حج کے لئے درخواستیں دینے کا سلسلہ عنقریب شروع ہونے والا ہے۔ ذی استطاعت احباب کا فرض ہے کہ اپنے اپنے شہر کی حج بکنگ ایجنسیوں سے متعلقہ فارم حاصل کرکے درخواستیں تیار رکھیں۔ بحری جہاز کے ذریعہ جانے اور آنے پر -/۱۲۰۰ روپیہ کے خرچ کا اندازہ ہے۔ اور ہوائی جہاز کے ذریعہ -/۲۰۰۰ روپیہ کا۔

فریضہ حج کی طرف احباب جماعت کو زیادہ سے زیادہ متوجہ کرنے کے لئے سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے مجلس خدام الاحمدیہ کے تحت ایک سکیم منظور فرمائی ہے۔ جس کا ذکر الفضل کی چند اشاعتوں میں ہو چکا ہے۔ الحمدللہ کہ اس کے نتیجہ میں احباب جماعت کی طرف سے بکثرت خطوط آرہے ہیں۔ لہذا جملہ دوستوں کی آگاہی کے لئے تحریک حج کے مختصر کوائف عرض ذیل ہیں۔

۱۔ ہر احمدی دوست اس تحریک کا رکن بن سکتا ہے۔ قائدین و زعما صاحبان مقامی ضرورت کے مطابق فارم رکنیت منگوالیں۔

۲۔ فارم رکنیت براہ راست مرکز سے حاصل کرنے کے لئے ایک روپیہ فی فارم بذریعہ منی آرڈر بنام افسر صاحب امانت صدر انجمن احمدیہ ربوہ بھجوایا دیا جائے۔ اور منی آرڈر رسید حاصل کردہ از ڈاکخانہ جوابی لفافہ میں دفتر خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ کو بھجوادی جائے۔ جوابی لفافہ پر پتہ خوشخط ہو تاکہ دفتر میں حج ریکارڈ رکھا جا سکے۔ منی آرڈر کی کوپن پر وضاحت سے تحریر کیا جائے کہ رقم ہذا "تحریک حج خدام الاحمدیہ" کی مد میں جمع کی جائے۔

۳۔ ہر رکن کو تحریک حج کے فنڈ میں کم از کم ایک روپیہ سالانہ چندہ ادا کرنا ہوگا (ذی استطاعت احباب زیادہ عنایت فرمائیں۔ تو شکریہ کے ساتھ قبول کیا جائے گا۔)

۴۔ ہر سال تحریک ہذا کے اراکین میں سے کم از کم ایک دوست کو منتخب کرکے حج کے لئے بھجوایا جائیگا۔ (اگر فنڈ اجازت دے تو ایک سے زیادہ دوستوں کو بھی منتخب کیا جا سکتا ہے)

۵۔ ہر منتخب شدہ دوست کو حج فنڈ سے چھ صد روپیہ کی امداد دی جائے گی۔ بقیہ اخراجات کا انتظام منتخب شدہ دوست کو خود کرنا ہوگا۔

۶۔ تا اطلاع ثانی منتخب شدہ دوست حج پر جانے کے لئے درخواست دینے اور اس سلسلہ میں جملہ انتظامات کرنے کے خود ذمہ وار ہونگے۔ سردست دفتر ہذا صرف چھ صد روپیہ کی سہولت بہم پہنچا سکتا ہے۔ البتہ آئندہ سال سے انشاء اللہ تعالےٰ کوشش کی جائے گی۔ کہ مزید سہولتیں بہم پہنچانے کا بھی انتظام کیا جائے واللہ الموفق (مہتمم تحریک حج مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

امامِ وقت

زمانے کی ہدایت کو زمانے کا امام آیا
"محمدؐ" کی غلامی میں محمدؐ کا غلام آیا

اسی کے فیض کا چشمہ رواں ہے آج عالم میں
وہ ساقی بزم میں لیکر مئے عرفاں کا جام آیا

جہاں بھر کی پراگندہ پریشاں روحوں کی خاطر
وہ لیکر وحدتِ قومی و ملّی کا پیام آیا

وہ جس کا تذکرہ ہے انبیاء کی پیشگوئیوں میں
وہ موعودِ ملل وہ پیشوا عالی مقام آیا

وہ سلطان القلم معجز رقم آفاق میں یکتا
جسے بخشا گیا پھر سے نیا علمِ کلام آیا

وہ جس نے اندفاعِ یورشِ نصرانیت کرکے
کیا ہے ہر طرف قائم محمدؐ کا نظام آیا

اٹھو اے عاشقانِ ایزدی از بہر نظارہ
زہے قسمت کہ وہ یارِ ازل بالائے بام آیا

اطاعت وقت کے مامور کی ہم سب پہ لازم ہے
اطاعت جس نے کی وہ بامراد و شادکام آیا

[illegible] شاد

پنجاب میں تعلیمی اصلاحات

(۲)

(از میاں سراج الدین صاحب ڈائریکٹر محکمہ تعلیم پنجاب)

پنجاب یونیورسٹی بل ۱۹۵۴ء

یونیورسٹی سے ثانوی تعلیم کی علیحدگی یونیورسٹی کے لئے یقیناً نیک فال ثابت ہوگی۔ یونیورسٹی کا سب سے بڑا مقصد اعلیٰ تعلیم کو فروغ دینا ہے۔ ثانوی بورڈ قائم ہونے کے بعد یونیورسٹی کو بڑے امتحانات کے نظم و نسق سے نجات مل جائیگی۔ اور یونیورسٹی اپنی تمام تر توجہ اعلیٰ تعلیم پر صرف کر سکے گی۔

پنجاب یونیورسٹی بل پر عمل کرنے سے انتظامی و تعلیمی تبدیلیاں رونما ہوں گی۔ انتظامی لحاظ سے یونیورسٹی کو پہلے سے زیادہ مضبوط کر دیا گیا ہے۔ اور ایسا کرتے وقت اس چیز کا لحاظ رکھا گیا ہے، کہ طالب علم اور استاد سارا سال انتخابات کے جھمیلوں میں پڑنے کی بجائے اپنا سارا وقت تعلیم و تحقیق پر صرف کریں۔

ہر پرنسپل اور ہر یونیورسٹی پروفیسر کو سینٹ کا ممبر بنا دیا گیا ہے۔ تاکہ وہ یونیورسٹی تعلیم میں اپنی ذمہ داری محسوس کریں۔ بجائے اس کے کہ کالجوں کے پرنسپل انتخابات پر اپنا وقت ضائع کریں۔ وہ اپنی تمام تر توجہ یونیورسٹی کی اصلاح پر صرف کریں۔ کارلائل نے کہا تھا۔ کہ یونیورسٹی پڑھنے اور پڑھانے والوں کا ادارہ ہے۔ پڑھانے والوں یعنی استادوں کی یونیورسٹی میں شرکت ان میں یہ احساس پیدا کر دے گی۔ کہ وہ علم و فضل کی عظیم عمارت کی تشکیل میں برابر کے شریک ہیں۔

زیادہ اختیارات

پہلے ایکٹ کی رو سے پنجاب یونیورسٹی کے چانسلر اور وائس چانسلر بالکل بے اختیار تھے۔ چانسلر یا وائس چانسلر یونیورسٹی کو مجبور نہیں کر سکتے تھے کہ وہ ان کے کہنے پر عمل پیرا ہو۔ چنانچہ آج تک یونیورسٹی کے اکثر و بیشتر وائس چانسلر صرف اس لئے ناکام رہے۔ کہ ان کا یونیورسٹی میں کوئی اختیار نہ تھا۔ غالباً یہی وجہ تھی۔ کہ کسی چانسلر نے یونیورسٹی کے معاملات میں دلچسپی نہیں لی۔ نئے قانون کے تحت چانسلر اور وائس چانسلر یونیورسٹی کے روح رواں ہونگے۔ وائس چانسلر ہر تعلیمی اور انتظامی سرگرمی کے ذمہ دار ہوں گے۔ ان کا یہ فرض ہوگا۔ کہ وہ دیکھیں۔ کہ یونیورسٹی کی کوئی مجلس اپنے دائرہ اختیار سے تجاوز نہ کرے۔ اور یونیورسٹی کے قوانین و قواعد کا احترام کیا جائے۔

انتظامی سہولتیں

آج تک یونیورسٹی کا تمام کام عملاً سنڈیکیٹ کے ذمہ تھا۔ ادنیٰ و اعلیٰ ہر بات سنڈیکیٹ کے سامنے پیش ہوتی تھی۔ جس کا نتیجہ یہ تھا۔ کہ کئی چیزیں دو دو سال تک سنڈیکیٹ کے ایجنڈے پر رہتیں اس خامی کو دور کرنے کے لئے یونیورسٹی کے اختیارات کو مختلف مجالس میں بانٹ دیا گیا ہے۔ یونیورسٹی کے انتظامی امور سنڈیکیٹ کے پاس رہیں گے۔ لیکن تعلیمی امور کے لئے اکیڈیمک کونسل کو ذمہ دار بنا دیا گیا ہے۔ ایسے کام جن کا تعلق پالیسی سے نہ ہو۔ ان کا وائس چانسلر ہی تعلیمی و انتظامی امور کے افسر اعلیٰ کی حیثیت سے فیصلہ کر دیا کریں گے۔ جن امور کا تعلق پالیسی سے ہو۔ ان کا فیصلہ سنڈیکیٹ یا اکیڈیمک کونسل کیا کریگی۔

تمام یونیورسٹیوں کے قوانین میں یونیورسٹی کے معائنہ کرنے کا اختیار چانسلر یا صوبائی حکومت کو دیا گیا ہے۔ پنجاب یونیورسٹی کے نئے ایکٹ میں یہ اختیار چانسلر صاحب کو دے دیا گیا ہے۔ اگر خدانخواستہ یونیورسٹی یا یونیورسٹی کے کسی ملحقہ ادارے کے حالات اچھے نہ رہیں۔ تو چانسلر صاحب اپنی مرضی سے یونیورسٹی اور یونیورسٹی سے ملحقہ کالجوں یا دیگر اداروں کے معائنے کا حکم دے سکتے ہیں

مالی حالت

یونیورسٹی کی مالی حالت ہمیشہ سے مخدوش رہی ہے۔ آمدنی کا بڑا ذریعہ وہ امتحان تھے۔ جو اب بورڈ کو دیئے گئے ہیں۔ اس کمی کو پورا کرنے کے لئے وزیر تعلیم نے پنجاب اسمبلی میں یہ اعلان کیا تھا۔ کہ حکومت یونیورسٹی کی ہر جائز ضرورت کو پورا کرے گی۔ اس یقین دہانی کے ساتھ ضروری تھا۔ کہ یونیورسٹی کے مالی امور کی نگرانی کے لئے کسی اعلیٰ افسر کا تقرر کیا جائے۔ چنانچہ یہ کام اب ایک نئے عہدیدار جس کو خزانچی کہا جائے گا۔ کے سپرد کر دیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی ایک مضبوط مالیاتی کمیٹی مقرر کر دی گئی ہے۔ جو یونیورسٹی کے مالی امور کی نگرانی کرے گی۔ ایک گرانٹس کمیٹی بھی بنائی گئی ہے۔ جو سرکاری اور غیر سرکاری اراکین پر مشتمل ہوگی۔ اور جس کا یہ کام ہوگا۔ کہ یونیورسٹی کی مالی ضروریات کا جائزہ لے کر گورنمنٹ کو مشورہ دے۔ کہ یونیورسٹی کو کتنی گرانٹ کی ضرورت ہے۔

یونیورسٹی پر یہ اعتراض بھی کیا جاتا رہا ہے۔ کہ مختلف اعلیٰ آسامیاں پُر کرنے میں امیدواروں کی تعلیمی قابلیت کو مد نظر نہیں رکھا گیا۔ اس خامی کو پورا کرنے کے لئے ایک مضبوط تقرری بورڈ بنا دیا گیا ہے۔

نئے قوانین اور قواعد

پرانے ایکٹ کی رو سے یونیورسٹی کوئی قانون خود نہیں بنا سکتی تھی۔ بلکہ ہر نئے قاعدہ کو قانون کی شکل دینے کے لئے گورنمنٹ کی منظوری لازمی تھی۔ نئے بل کی رو سے تمام قوانین کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ چند ایک انتظامی امور سے متعلقہ ایسے قوانین ہوں گے جن کی منظوری گورنمنٹ دے گی۔ ایسے قوانین کو سٹیٹیوٹ کہا گیا ہے۔ دوسری قسم کے قوانین جنہیں آرڈینینس کہا گیا ہے یونیورسٹی خود بنائے گی۔ اور وہ یونیورسٹی کے چانسلر کی منظوری کے بعد قانونی شکل اختیار کر لیں گے۔ روزمرہ کے کام کے لئے یونیورسٹی کی سینٹ کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ خود ہی ریگولیشن بنا لیا کرے۔

مختلف کالجوں اور یونیورسٹی کے دائرہ اختیار کے متعلق کوئی واضح قوانین نہیں تھے۔ نئے ایکٹ کی رو سے تعلیم کا انتظام تو یونیورسٹی کے ذمہ ہوگا۔ لیکن ہر وہ کالج جو اچھا سٹاف مہیا کر سکے اسے اجازت ہوگی کہ وہ کلاسیں جاری کر سکے۔ بصورت دیگر یونیورسٹی کو بھی اختیار ہے کہ جس مضمون میں وہ چاہے اپنی زیر نگرانی کلاسیں جاری کرے۔

قواعد کی رو سے ایم۔ اے کی کلاسیں کالج میں ہو سکتی تھیں یا دو کالج مل کر یونیورسٹی سے مشورہ کئے بغیر ایسی کلاسیں جاری کر سکتے تھے۔ نئے ایکٹ کے مطابق جس مضمون میں کالج خود کوئی کلاس جاری نہ کر سکے تو وہ یونیورسٹی کی زیر نگرانی دوسرے کالجوں سے مل کر کسی خاص مضمون کی تعلیم کا انتظام کر سکے گا اس شق کی رو سے مختلف کالجوں میں باہمی تعاون کا جذبہ پیدا ہوگا۔ اور یونیورسٹی اور کالج مل کر صوبے کی زیادہ سے زیادہ تعلیمی خدمت انجام دے سکیں گے۔

روشن مستقبل

پنجاب یونیورسٹی ایکٹ کے تمہیدی بیان میں یہ چیز بھی واضح کر دی گئی ہے کہ حکومت کا مقصد ایسے ذرائع پیدا کرنا ہے جن پر عمل کر کے مختلف مقامات کے کالج ترقی پا کر یونیورسٹیوں میں تبدیل کئے جائیں۔ ملتان میں ایک بہت اچھا میڈیکل کالج موجود ہے۔ اس کے ساتھ اگر ایک دو شعبوں میں تعلیم کا اچھا انتظام ہو جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ وہاں ایک یونیورسٹی قائم نہ کی جا سکے۔ ہو سکتا ہے کہ ملتان کی یونیورسٹی میں بھی تعلیم کو ترقی دی جائے۔ اسی طرح لائل پور میں ایک اعلیٰ پیمانے کا زراعتی کالج موجود ہے۔ عین ممکن ہے کہ وہاں ایک زراعتی یونیورسٹی بن سکے۔ اسی طرح راولپنڈی میں ایک انجینئرنگ کالج بن رہا ہے اور اسے بھی الگ یونیورسٹی کی شکل دی جا سکتی ہے۔ نئی یونیورسٹیاں بننے سے پنجاب یونیورسٹی کی ذمہ داریاں کم ہو جائیں گی اور پنجاب پاکستان تو کیا تمام عالم مشرق میں ایک اعلیٰ تعلیمی مرکز بن جائے گا۔ (پندرہ روزہ پنجاب لاہور یکم جنوری ۱۹۵۵ء)

بھارت پاکستان سے ۲۸۴ رنز پیچھے ہے

پاکستانی ٹیم پہلی اننگز میں ۳۲۸ رنز بناکر آؤٹ ہوگئی

لاہور ۳۱ جنوری پاکستان اور بھارت کے درمیان تیسرے ٹیسٹ میچ کے دوسرے روز پاکستان کی پہلی اننگز کے سکور ۳۲۸ کے جواب میں بھارتی ٹیم نے کھیل ختم ہونے تک ۸۰ رنز کی ہیں اور اس کے تین کھلاڑی آؤٹ ہوئے ہیں۔ آج کے کھیل کی نمایاں خصوصیت امتیاز اور وزیر کی بیٹنگ اور ۴۵ سالہ میراں بخش کی شاندار باؤلنگ ہے۔

کل میچ کا تیسرا دن ہے۔ بھارتی ٹیم میں بہتر بیٹسمین موجود ہیں۔ اگر بھارتی کھلاڑیوں نے اسی قسم کے کھیل کا مظاہرہ کیا جس کا انہوں نے آج جناح باغ کی جمخانہ گراؤنڈ میں کیا ہے اور وہ میراں بخش کی سامنے آج کی طرح گھبرا کر کھیلتے رہے تو میچ میں پاکستان کی کامیابی کے کافی امکانات موجود ہیں۔

پاکستان کی طرف سے آج امتیاز احمد اور وزیر کی بیٹنگ لاجواب رہی۔ اور خاص طور پر امتیاز نے ایک بہت لمبے عرصہ کے بعد لاہور میں اتنے اچھے کھیل کا مظاہرہ کیا ہے۔ کھیل کے آغاز میں امتیاز کی بیٹنگ بھارتی کھلاڑیوں خاص طور پر منکڈ اور گپتے کی گگلی اور بہتانے کی شاندار فیلڈنگ اور کھیل کے آخری حصہ میں میراں بخش کی انتہائی خطرناک باؤلنگ کے بعد اس بات میں شبہ کی کوئی گنجائش نہیں رہی کہ لاہور کے شہریوں نے لاہور میں آج سے زیادہ دلچسپ کھیل کبھی نہیں دیکھا۔ ۴۵ سالہ میراں بخش نے آج پنجابی کو آؤٹ کرکے اپنی پہلی ٹیسٹ وکٹ حاصل کی۔ میراں بخش آج دنیا کے سب سے معمر کرکٹر ہیں۔ ان کے ایک دوست کے بیان کے مطابق ان کی جوانی امیر الٰہی کی موجودگی کے باعث گوشہ گمنامی میں ضائع ہوگئی۔ اور جب امیر الٰہی دستیاب ہوئے تو کسی دشمن نے یہ افواہ اڑا دی کہ میراں بخش جو بال پھینکتے اور جرک مارتے ہیں۔ آج میراں بخش نے جناح باغ کی گراؤنڈ میں ٹیم میں اپنی شمولیت کو حق بجانب ثابت کر دیا۔ گذشتہ سال جب پاکستان کے مولانا لہ باؤلر خالد حسن نے انگلستان کے خلاف دوسرے ٹیسٹ میچ میں پہلا بال پھینکا تھا تو پاکستان کو یہ اعزاز حاصل ہوا تھا کہ اس کے پاس دنیا کا سب سے کم عمر ٹیسٹ باؤلر موجود ہے۔ آج بھارت کے خلاف تیسرے ٹیسٹ میچ میں جب میراں بخش نے اپنا پہلا بال پھینکا تو انہوں نے کرکٹ کی تاریخ میں ایک نئے ریکارڈ کا اضافہ کیا۔ میراں بخش غالباً دنیا کے معمر ترین کرکٹر ہیں جنہوں نے اس عمر میں ایک ٹیسٹ میں حصہ لیا ہے۔ انہوں نے پہلے پنجابی اور پھر بھارت کے بہترین بیٹسمین منجریکر کو آؤٹ کرکے کھیل کا نقشہ ہی بدل دیا اور پاکستان کی کامیابی کا امکان پیدا ہوگیا۔

اس موقع پر بھارتی باؤلر خاص طور پر گپتے کی باؤلنگ اور بہتانے کی وکٹ کیپنگ کو کسی صورت نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے۔ گپتے نے ۷۳ اور پھینکے اور ۱۳۳ رنز دے کر پانچ کھلاڑیوں کو آؤٹ کیا۔ بھارت کے فیلڈروں نے بھی گپتے کا پورا ساتھ دیا اور گپتے نے پاکستان کے چار کھلاڑی بھارتی فیلڈروں کی مدد سے آؤٹ کئے۔ وکٹ کیپر کی حیثیت سے بہتانے کی کامیابی کا یہ ایک بہت بڑا ثبوت ہے کہ پاکستان کے سکور میں ایک رن بھی بائی نہیں۔ بھارت کے مقابلہ میں پاکستان کی فیلڈنگ ٹیسٹ کے معیار کی نہیں تھی۔ اگر آج فضل محمود امریگر کا ایک بالکل آسان کیچ نہ چھوڑ دیتے تو میچ کی صورت بالکل مختلف ہوتی۔

مصر نے عرب کے وزرائے اعظم کے مشترکہ اعلان پر دستخط کرنے سے انکار کر دیا

قاہرہ ۳۱ جنوری۔ عرب وزرائے اعظم کی کانفرنس میں ایک وفد عراق بھیجنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ یہ وفد آج صبح عراق روانہ ہوا۔ یہ وفد عراق و ترکیہ کے مجوزہ دفاعی معاہدہ کے بارے میں وزیر اعظم عراق جنرل نوری السعید سے ملاقات کرے گا۔ وفد کے لیڈر لبنان کے وزیر اعظم ہوں گے۔ اور اس میں مصر کے قومی رہنمائی کے وزیر میجر صلاح سالم شامل ہوں گے۔

مصر نے ترکی اور عراق کے مجوزہ دفاعی معاہدے کے متعلق عرب وزرائے اعظم کے ایک مشترکہ اعلان پر دستخط کرنے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ یہ طے پایا کہ آج وزرائے اعظم کا اجلاس پھر بلایا جائے۔ جس میں کوئی مصالحتی فارمولا تیار کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ قاہرہ ریڈیو کی اطلاع کے مطابق عرب وزرائے اعظم کا اجلاس کوئی اعلان جاری کئے بغیر ملتوی ہوگیا تھا۔ ریڈیو کے اس نشریہ میں بتایا گیا تھا۔ کہ وزیر اعظم عراق جنرل نوری السعید نے اجلاس میں ایک پیغام بھیجا ہے۔ جس میں انہوں نے کہا۔ کہ ”عراق کو اپنی قسمت کا خود فیصلہ کرنے کا حق حاصل ہے۔ اور وہ ترکیہ سے معاہدہ کرنے کا تہیہ کر چکا ہے۔“ نوری السعید نے کہا ”میں عرب ملکوں کی پالیسی کا پابند نہیں۔ اور عرب لیگ کو میری پالیسی میں مداخلت کرنے کا کوئی حق نہیں۔ میں ترکیہ سے مجوزہ معاہدہ کا پابند ہوں۔ اس معاہدہ میں ترکیہ پاکستان۔ ایران۔ برطانیہ اور امریکہ بھی شامل ہوں گے۔“

قاہرہ ریڈیو نے کہا کہ عراقی وزیر اعظم نے اپنے ملک کی آزادی کا سودا کر لیا ہے۔ وہ عرب ملکوں کے مقابلہ میں ایران سے رابطہ پیدا کرنے کو ترجیح دیتا ہے۔ ان حالات میں مصر نے عرب وزرائے اعظم کے اجلاس میں ایک مشترکہ اعلان پر دستخط کرنے سے انکار کر دیا۔

انخلاء میں مدد دینے والی امریکی فوجوں پر حملہ ہوا تو جوابی کارروائی کی جائیگی

تائیپہ ۳۱ جنوری۔ بحرالکاہل میں امریکی بیڑہ کے کمانڈر جنرل چیانگ کائی شک سے ایک خفیہ ملاقات میں یہاں جزیرہ تاچین کی کم و بیش بیس ہزار آبادی کے انخلاء کے سلسلہ میں آخری منصوبہ تیار کیا گیا۔ یہ جزیرہ فارموسا سے سو میل شمال کی جانب واقع ہے۔ جنرل چیانگ اور امریکی کمانڈر کے درمیان یہ خفیہ ملاقات تائیپہ میں چیانگ کی سرکاری قیامگاہ میں ہوئی۔ اس سے ۲۴ گھنٹے قبل امریکی سفیر مقیم تائی نے جنرل چیانگ کو تاچین کے انخلاء کے متعلق صدر آئزن ہاور کی تجاویز پیش کردی تھیں۔ قوم پرست چین کے حلقوں نے یہ یقین ظاہر کیا ہے۔ کہ یہ تجاویز جنرل چیانگ کائی شیک نے اہم ردوبدل کے بغیر منظور کر لی ہیں۔ اور اس بارے میں جنرل چیانگ اور امریکی کمانڈر کے درمیان جو آخری فیصلے ہوں گے ان سے صدر آئزن ہاور کو مطلع کر دیا جائے گا۔

قوم پرست چین کی وزارت دفاع نے یہاں بتایا ہے۔ کہ مشرق بعید میں امریکی فضائیہ کے کمانڈر جنرل پریڈ منگل کے روز تائیپہ پہنچیں گے اور اسی روز جنرل چیانگ کائی شک ایڈمرل اسٹمپ جنرل پریڈ اور دوسرے اعلیٰ فوجی افسروں کی ایک کانفرنس منعقد ہوگی۔ امریکی بیڑا کے کمانڈر نے جنرل چیانگ کائی شیک سے ملاقات کے بعد اعلان کیا۔ کہ اگر ان کی ان فوجوں پر جو قوم پرست چین کے انخلائی عمل میں مدد دینے کے لئے جائیں گی۔ کسی جانب سے حملہ ہوا۔ تو جوابی کارروائی کی جائے گی۔ قوم پرست چین کی فضائیہ کے اعلان میں بتایا گیا ہے۔ کہ فضائیہ کے بمبار طیاروں نے یکیانگ شان کے جزیرہ پر سینکڑوں بم گرائے۔ تاچین کے انخلاء کے سلسلہ میں مدد دینے کے لئے امریکی جنگی جہازوں اور طیاروں نے تیاری شروع کر دی ہے۔ اس سے ایک یہ فوری خطرہ پیدا ہوگیا ہے۔ کہ انخلاء کے عمل کے دوران کہیں کمیونسٹ چین اور امریکی فوجوں کے گشتی دستوں میں تصادم نہ ہو جائے۔ جو بعد میں ایک بڑی عالمی جنگ کا پیش خیمہ بھی ثابت ہو سکتا ہے۔ چنانچہ اس خطرہ کو دور کرنے کے سلسلہ میں یقین کیا جاتا ہے کہ دولت مشترکہ کے وزراء اعظم طرفین کے نام فوری طور پر ایک مشترکہ اپیل جاری کرنے والے ہیں جس میں تمام فوجی سرگرمیوں تاچین کے انخلاء سمیت اس وقت تک کے لئے ترک کر دینے کو کہا جائیگا۔ جب تک کہ حفاظتی کونسل میں فارموسا کے متعلق نیوزی لینڈ کی تجویز زیر بحث نہ آجائے۔

برطانوی پارلیمنٹ میں فارموسا مسئلہ پر بحث ہوگی

لندن ۳۱ جنوری۔ آج برطانوی پارلیمنٹ کا جو اجلاس منعقد ہو رہا ہے اس میں وزیر خارجہ برطانیہ سر انتھونی ایڈن کو فارموسا کے بارے میں متعدد سوالات کا جواب دینا پڑیگا۔ یہ سوالات لیبر پارٹی کے ارکان کی طرف سے کئے گئے ہیں۔ ساتھ ہی فارموسا کی صورت حال کے متعلق حکومت سے ایک تازہ بیان جاری کرنے کا مطالبہ بھی کیا گیا ہے۔ ایک آزاد لیبر رکن مسٹر سٹیفن ڈیویز نے وزیر خارجہ سے یہ سوال بھی پوچھا ہے۔ کہ کیا وہ اقوام متحدہ کی حفاظتی کونسل میں یہ سوال اٹھائیں گے کہ فارموسا کے تصفیہ میں امریکی مداخلت کو امن عالم کے لئے ایک خطرہ قرار دیا جائے۔

ایک اور لیبر ممبر نے کہا ہے۔ کہ سر انتھونی ایڈن کو اقوام متحدہ میں یہ تجویز پیش کرنی چاہیئے کہ فارموسا کا مسئلہ آزادانہ انتخاب کے ذریعہ حل کیا جائے۔

ملتان ۳۱ جنوری۔ ضلع میں ڈسٹرکٹ بورڈ کے ہونے والے انتخابات کے پیش نظر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے ضلع کی حدود میں دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دی ہے۔ جس کی رو سے پانچ یا پانچ سے زیادہ اشخاص کا اجتماع جلسے اور جلوس پبلک مقامات پر مظاہرے اور ہتھیار وغیرہ لے کر چلنا ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ یہ حکم یکم فروری سے بیس روز کے لئے نافذ ہوگا۔

کراچی میں ایک انچ بارش ہوئی

کراچی ۳۱ جنوری۔ یہاں دو گھنٹے کے عرصہ میں ایک انچ بارش ہوئی۔

بلوچستان میں گراں فروشی کے خلاف مہم

کوئٹہ ۳۱ جنوری۔ مقامی پولیس نے آٹھ دوکانداروں کو اشیائے خوردنی گراں قیمتوں پر فروخت کرنے کے الزام میں گرفتار کیا ہے۔ یہ اقدام حکومت کے اس فیصلے کے بعد کیا گیا ہے۔ کہ منافع خوروں کے خلاف بلوچستان سیفٹی ایکٹ ۱۹۴۷ء کے تحت کارروائی کی جائے گی۔